OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ملتان کی روحانی تہذیب کی تشکیل میں شیخ بہاء الدین زکریا کے سلسلہ سہروردیہ اور مخدوم عبد الرشید حقانی کے سلسلہ قادریہ کا کردار: خانقاہ غوثیہ اور خانقاہ مخدوم کا تحقیقی تقابل

The Role of the *Suhrawardiyya* Order of *Bahauddin Zakariya* and the *Qadiriyya* Order of *Makhdoom Haqqni* in the Formation of the Spiritual Culture of Multan: A Research-Based Comparative Study of *Khanqah Ghousia* and *Khanqah Makhdoom*

Dr. Muhammad Shah
Darbar Haqqani Makhdoom Rasheed, Multan
headmasterges2mr@gmail.com
Dr. Muhammad Akram Rana
Dean, Islamic studies Minhaj University, Lahore
dean.cosis@mul.edu.pk

Abstract

Multan has historically remained one of the most significant centers of Islamic spirituality, Sufism, and intellectual culture in South Asia. Renowned as the "City of Saints," the region developed a distinctive spiritual and cultural identity under the influence of various Sufi orders whose khanqahi institutions played a vital role in religious instruction, moral refinement, social reform, and spiritual training. Among these orders, the Suhrawardi and Qadiri silsilahs occupy a central position in shaping the spiritual ethos of Multan through their enduring scholarly and mystical contributions.

This research article examines the role of Shaykh Bahauddin Zakariya and the Suhrawardi order in the formation of Multan's

CC BY

spiritual civilization, alongside the contributions of Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani and the Qadiri order in the promotion of spiritual consciousness and moral reconstruction. The study comparatively analyzes the institutional structures, spiritual methodologies, educational patterns, and socio-religious services of Khanqah Makhdoom and Khanqah Ghausia, highlighting their influence on the religious and cultural fabric of the region.

Employing a historical and analytical research methodology, this study explores how both khanqahi systems contributed to the dissemination of spiritual sciences, ethical values, and Islamic teachings while simultaneously addressing the social and intellectual needs of society. The article further investigates the similarities and distinctions between the Suhrawardi and Qadiri traditions in terms of spiritual discipline, modes of guidance, institutional organization, and public engagement.

The research concludes that the khanqahi traditions of the Suhrawardi and Qadiri orders were not merely spiritual centers but comprehensive institutions of intellectual, ethical, and cultural transformation. Their contributions significantly shaped the spiritual identity of Multan and established a lasting legacy of Sufi scholarship, tolerance, and social harmony in the region. Consequently, the comparative study of Khanqah Makhdoom and Khanqah Ghausia provides a deeper understanding of the role of Sufi institutions in the construction of South Asian Muslim spiritual civilization.

Keywords: Multan spiritual culture, Suhrawardiyya order, Qadiriyya order, Khanqah Ghousia, Khanqah Makhdoom

تمہید:

برصغیر پاک وہند کی علمی، روحانی اور تہذیبی تاریخ میں ملتان کو ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ یہ شہر صدیوں تک علم، تصوف، روحانیت اور خانقاہی روایات کا مرکز رہا ہے، جہاں مختلف سلاسلِ طریقت نے نہ صرف دینی و روحانی اقدار کو فروغ دیا بلکہ معاشرتی اصلاح، اخلاقی تربیت اور تہذیبی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ ملتان کی سرزمین اولیاءِ کرام، صوفیائے عظام اور اہلِ علم و عرفان کی نسبت سے "مدینۃ الاولیاء" کے لقب سے موسوم ہوئی، جس کی روحانی شناخت کی تشکیل میں بالخصوص سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ قادریہ کی خدمات نہایت نمایاں ہیں۔

ملتان میں تصوف کے فروغ اور روحانی افکار کی ترویج میں شیخ بہاءالدین زکریا نے سلسلہ سہروردیہ کے ذریعے ایک مضبوط خانقاہی و فکری نظام قائم کیا، جس نے علم و معرفت، تزکیۂ نفس، فروغِ معیشت اور اصلاحِ معاشرہ کے میدان میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کی قائم کردہ خانقاہ نہ صرف روحانی تربیت کا مرکز بنی بلکہ اس نے ملتان کی معاشرتی ہو معاشی ساخت کو بھی نمایاں طور پر مضبوط کیا۔ دوسری جانب مخدوم عبدالرشید حقانی نے سلسلہ قادریہ کی روحانی تعلیمات کو فروغ دیتے ہوئے خانقاہ مخدوم کے ذریعے دینی، اخلاقی اور روحانی اقدار کی آبیاری کی۔ ان کی خانقاہ نے عوامی اصلاح اور روحانی تربیت کے فروغ کے ساتھ ساتھ معاشرت اور معیشت کو زبردست مضبوطی عطا کی اور قادری درویشوں کو کسب حلال کے اسباب عطا کر کے مجاہدات کی طرف رجوع کرایا۔ خانقاہی نظام برصغیر کی اسلامی تہذیب میں محض عبادت و ریاضت کا مرکز نہیں رہا بلکہ یہ علمی تدریس، سماجی اصلاح، فکری رہنمائی، روحانی تربیت اور تہذیبی ارتقا کا ایک جامع ادارہ تصور کیا جاتا رہا ہے۔ ملتان کی روحانی تہذیب کی تشکیل میں خانقاہ مخدوم اور خانقاہ غوثیہ نے اپنے اپنے سلاسلِ طریقت کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک ایسا فکری و روحانی ماحول تشکیل دیا جس نے معاشرے کی مذہبی فکر، اخلاقی اقدار اور تہذیبی رویّوں پر دیرپا اثرات مرتب کیے۔ یہی وجہ ہے کہ ملتان کی روحانی شناخت کو سمجھنے کے لیے ان دونوں خانقاہی نظاموں کا تقابلی و تحقیقی مطالعہ ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق کا مقصد ملتان کی روحانی تہذیب کی تشکیل میں سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ قادریہ کے کردار کا علمی و تحقیقی جائزہ لینا ہے، نیز خانقاہ مخدوم اور خانقاہ غوثیہ کے خانقاہی نظام، روحانی مناہج، اصلاحی خدمات اور معاشی و معاشرتی اثرات کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ یہ تحقیق اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کرے گی کہ ان دونوں سلاسلِ طریقت نے نہ صرف روحانی علوم کی ترویج مختلف کردار ادا کیا بلکہ ملتان میں ایک ہی وقت میں دو سلاسل اور دو خانقاہی نظام متعارف کرا کے اپنی اپنی فکری انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے تمام طبقات پر اپنے اثرات کو اس طرح مرتب کیا کہ ملتان کو مدینۃ الاولیاء بنا دیا۔

شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) اور مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کے حالات زندگی

شیخ بہاء الدین زکریا (م 666ھ) اور مخدوم عبدالرشید حقانی (م 669ھ) کا تعلق ایک ہی خانوادہ سے ہے۔ آپ آپس میں چچازاد، عم زاد بھائی ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد اموی دور خلافت میں حکومتی مظالم سے تنگ آکر باقی ہاشمی خاندان کی طرح مکہ سے ہجرت کر کے خوارزم آباد ہوئے اور مختلف فتوحات کے ذریعے سیاسی اثر و رسوخ حاصل کر لیا مگر شروع دن سے یہ خاندان روحانی اثرات کی وجہ سے معروف رہا۔ اسی خاندان کے بزرگ حضرت سلطان شیخ حسین سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ دورانِ فتوحات ہندوستان آئے اور اپنے روحانی فیضان سے سلطان کو اس قدر متاثر کیا کہ اس نے کوٹ کروڑ کی ریاست سمیت سندھ اور ملتان کے اردگرد پھیلی جاگیریں اس خاندان کو ہدیہ کیں جو نسل در نسل شیخ بہاء الدین زکریا اور مخدوم

عبدالرشید حقانی کے دور تک ان کو وراثتی طور پر ملیں۔ شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) کی پیدائش کوٹ کروڑ میں ہی ہوئی جس سے متعلق قدیم فارسی مخطوطہ خلاصۃ العارفین میں ملتا ہے کہ:

> "حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی پیدائش شب جمعہ 27 رمضان المبارک 566ھ صبح صادق بمقام کوٹ کروڑ میں ہوئی۔"[1]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) کی پیدائش سے متعلق نور احمد خان فریدی لکھتے ہیں:

> "حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کی ولادت 566ھ کو تین سال گزرے تھے کہ اس خانوادے کے مطلع پر شریعت و طریقت کے ایک اور آفتاب نے طلوع کیا یعنی حضرت شیخ احمد غوث کے مشکوے معلیٰ میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی 569ھ میں پیدا ہوئے۔"[2]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) اور حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) نے ابتدائی دینی و روحانی تعلیم کوٹ کروڑ میں قائم اپنے آبائی مدرسہ سے اس وقت کے نامور متورع اور منتہی علماء سے حاصل کی جس کی سربراہی شیخ نصیر الدین بلخی کر رہے تھے۔ دونوں صوفیاء کو وراثتی طور پر گھر کا ماحول روحانی تربیت کے لئے ساز گار ملا۔ آپ کے دادا حضرت شیخ ابو بکر کمال الدین علی قادری(م573ھ) کو براہ راست حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی(م561ھ) سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا جبکہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) کے والد حضرت شیخ وجیہ الدین محمد غوث(م577ھ) اور مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) کے والد حضرت شیخ وحید الدین احمد غوث(م589ھ) کو قادری سلسلے سے نسبت حاصل تھی گویا دونوں صوفیاء نے ابتدائی میں ہی روحانی منازل کا وہ سفر ان صوفیاء کی نگرانی میں حاصل کر لیا جسے عام طور پر زندگی بھر میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

579ھ میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) دینی و روحانی علوم کی طلب میں بخارا تشریف لے گئے پھر خراسان تشریف لے گئے 596ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ پانچ سال مدینہ منورہ میں کمال الدین یمنی سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ 602ھ میں بغداد میں سید شہاب الدین سہروردی(م632ھ) سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور سہروردی صوفی فکر کے علمبردار بن کر 614ھ میں ملتان پہنچے۔ اس دوران حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) نے کوٹ کروڑ میں بیس سال کی عمر تک دینی و روحانی علوم میں ممتاز مقام حاصل کر لیا اور خود آبائی مدرسہ میں دینی و روحانی علوم کی تدریس میں مشغول ہوئے۔ 589ھ میں والد کے وصال کے بعد کوٹ کروڑ کی ریاست کے سیاسی امور خاندان کے بڑے ہونے کے ناتے آپ کے سپرد ہوئے تو کمال درجہ سیاسی بصیرت سے ریاستی امور میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ بڑے بڑے سیاسی مدبر بھی حیران رہ گئے۔ کم عمری میں ہی اطراف کی ریاستوں میں سیاسی امور میں روحانی رنگ کا شہرہ پھیل گیا۔ اسی شہرت کے سبب آپ کو اسلام کا درد رکھنے والے سلاطین نے ملتان کی تہذیب و ثقافت پر روحانی رنگ کیلئے آپ کو سب سے موزوں خیال کر کے آپ کو ملتان میں مستقل سکونت پر راضی کیا اور یوں آپ 602ھ میں بمع اہل و عیال، اسباب و وسائل کے ساتھ ملتان تشریف لائے اور کوٹ کروڑ کی عملداری علی کرماخ والی اُچ کے سپرد کر دی۔ ملتان میں مدرسہ قائم کیا جس میں دینی و روحانی علوم کو یکجا کر کے روحانی اثرات کے ساتھ ملتان میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو مقبول عام بنا دیا۔

614ھ میں شیخ بہاء الدین زکریا سہروردیہ صوفی فکر کے ساتھ ملتان تشریف لائے تو مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) نے مدرسہ شیخ کے حوالہ کیا اور خود دینی وروحانی علوم کے لئے ہرات، خراسان، تبریز، بغداد میں کئی علماء ومشائخ سے فیض یاب ہونے کے بعد بیت اللہ پہنچے اور 616ھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی مدینہ منورہ میں تین سال کمال الدین یمنی کی صحبت میں رہے بعد ازاں بشارت رسول اللہ ﷺ سے ہمدان پہنچے اور حضرت شیخ سید علی بن خواجہ یوسف ہمدانی سے قادری خلافت حاصل کی اور 624ھ میں ملتان پہنچے۔ آباء کی طرف سے ملنے والی جائیداد جاگیریں دونوں صوفیاء نے آپس میں بانٹیں تو دریائے راوی کی مشرقی سمت حضرات تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے 7 صفر المظفر کو وصال فرمایا جبکہ سن وصال کے بارے میں اختلاف ہے "داراشکوہ اور محمد قاسم فرشتہ نے قدیم کتب کے حوالے سے آپ کا سن وفات 666ھ بتایا۔"[3]

جبکہ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ کے وصال کے بارے میں جامع الکرامات میں درج ہے۔

"حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی نے 669ھ وصال فرمایا۔"[4]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) نے 614 میں حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کی ہمشیرہ رشیدہ بانو سے عقد کیا جن سے سات فرزند تولد ہوئے جبکہ حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) کی ہمشیرہ بصراں بی بی سے 592ھ میں عقد کیا جن سے دو فرزند تولد ہوئے جبکہ آپ کے دو فرزند دیگر دو حرم سے بھی ہوئے کہ جن قبائل سے آپ نے مصالحاتی وجوہات پر دوران تبلیغ اسلام عقد کیا۔

ملتان میں روحانی علوم کی سیرابی میں سلاسل طریقت کا کردار اور انفرادیت کے پہلو

تیرھویں صدی عیسوی میں ملتان کو روحانی لحاظ سے یہ مقام ملا کہ اسی دور میں ملتان میں سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ کی بنیاد پڑی۔ اور بیک وقت دونوں ہی سلاسل نے اہل ملتان میں اپنی جگہ بنائی۔ اگر تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے سلاسل طریقت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات حیران کن ہے کہ کسی بھی شہر کی تاریخ میں ایسا بہت کم ملتا ہے کہ ایک ہی شہر میں دو مختلف سلاسل نے بیک وقت اپنے روحانی فیوض وبرکات کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ کیا ہو۔ ملتان سے قبل شہر بغداد میں جب سلسلہ قادریہ نے 521ھ بمطابق 1125ء تا 561ھ بمطابق 1166ء تک شیخ عبد القادر جیلانی (م561ھ) کے ذریعے عروج دیکھا اور اس کے بعد اگرچہ بغداد کی مسند روحانیت پر شیخ ابو نجیب ابو القاہر سہروردی (م563ھ) اور انکے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (632ھ) نے بیٹھنے کا اعزاز حاصل کیا اور اسی دوران سلسلہ سہروردیہ کے روحانی فیض سے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تو گویا سلسلہ سہروردیہ بغداد میں 562ھ بمطابق 1167ء سے 632ھ بمطابق 1235ء تک عروج پانے میں کامیاب ہوا۔ دونوں ہی سلاسل نے ایک ہی شہر بغداد میں یکے بعد دیگرے عروج حاصل کیا اور اپنے روحانی اثرات مرتب کیے مگر بغداد اور ملتان میں فرق یہی رہا کہ بغداد میں سلسلہ قادریہ کے بعد سلسلہ سہروردیہ نے اپنی جگہ بنائی اور ملتان میں بیک وقت ایک ہی دور میں 614ھ بمطابق 1217ء سے 666ھ بمطابق 1268ء سلسلہ سہروردیہ اور 624ھ بمطابق 1227ء سے 669ھ بمطابق 1271ء سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت پر کام ہوا اور دونوں ہی سلاسل نے تقریباً ایک ہی دور میں اپنے افکار اور اپنے روحانی فیوض وبرکات سے لوگوں کو سیراب کیا۔ دونوں سلاسل کے سرخیل صوفیاء کا تعلق بھی ایک ہی خاندان سے ہے۔ دونوں صوفیاء حضرت شیخ ابی بکر کمال الدین علی شاہ قادری (م572ھ) کے پوتے اور حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ بن

شیخ عبدالقادر جیلانی (م 573ھ) کے نواسے ہیں۔ ایک طرف حضرت شیخ بہاءالدین زکریا نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (م632ھ) سے خلافت سہروردیہ لے کر ملتان میں سلسلہ سہروردیہ کو پھیلایا تو دوسری طرف حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م 669ھ) نے حضرت سید علی بن خواجہ یوسف ہمدانی (م623ھ) سے خلافت قادریہ لے کر ملتان میں سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ برصغیر میں ایک طرف اگر شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی (م666ھ) کو سلسلہ سہروردیہ کا بانی مانا جاتا ہے تو دوسری طرف حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) کو سلسلہ قادریہ کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ملتان کی تاریخ میں تیرھویں صدی ہجری بڑی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔ جب ایک ہی دور میں ایک ہی خاندان کے دو صوفیاء نے دو مختلف سلاسل تصوف کی بنیاد رکھ کر ان کو مقام عروج تک پہنچا دیا۔ دونوں سلاسل میں اگرچہ کچھ باتیں مشترک تھیں مگر راہ سلوک میں ان دونوں سلاسل کا انداز منفرد نوعیت کا رہا۔ شرعی علوم کا حصول ہو یا انکی ترویج واشاعت، قرآن وسنت کی بنیادی حیثیت کو تسلیم کر کے اس کی راہنمائی میں راہ سلوک کا تعین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری اور اس سے عہدہ براہونے کی کوشش، روحانیت میں غیر اسلامی نظریات کی نفی اور اسلام میں پھیلے باطل نظریات کا رد اور ان سب سے بڑھ کر احیائے اسلام کیلئے خدمات دونوں سلاسل کے مشترک پہلو ہیں دونوں ہی صوفیاء نے اس معاملے میں اپنے تائیں کمال درجہ کوششیں کیں اور کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔ مندرجہ بالا امور کا ان سلاسل میں کس قدر اہتمام رہا اور اس میں ان کی کوششیں کیا تھیں اس معاملے میں غور کرنے سے قبل ذہن میں رہے کہ دونوں سلاسل کی اولین بنیاد حضرت شیخ جنید بغدادی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے افکار ہیں جنہوں نے شرعی علوم اور اس سے جڑی تمام ضروریات کو روحانیت میں بنیادی درجہ دیا۔ طالب ہاشمی تذکرہ غوث اعظم میں لکھتے ہیں کہ:

> ”حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م 561ھ) نے درس وتدریس سے ہر جگہ دین کی قدروں کو زندہ کیا اور غیر مسلموں، فاسقوں اور بدعتیوں کو سدھارتے ہوئے اسلام کا حقیقی معنوں میں گرویدہ کیا۔“[5]

شیخ عبدالقادر جیلانی جلاالخواطر میں فرماتے ہیں:

> ”آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت اور اس کی تفہیم اپناؤ فقہ کا علم حاصل کرو اور جاہل صوفی مت بنو۔“ [6]

آپ کے سلسلے اور افکار کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے اگر 602 بمطابق 1206ء سے 615ھ بمطابق 1218ء (تیرہ سال) ملتان میں قیام کے دوران علوم شرعی کی ترویج واشاعت کیلئے مدرسہ قائم کیا اور پھر دوبارہ ملتان آئے تو اب کی بار شہری آبادی کی بجائے دیہی علاقوں میں شرعی علوم کی ترویج کیلئے ملتان سے دور بیابان جنگل میں اپنی جائے وصال میں مدرسہ حقانیہ اور خانقاہ مخدومیہ کی بنیاد رکھ کر یہ ثابت کیا کہ سلسلہ قادریہ کی بنیاد شرعی علوم کا حصول ہے اور امر بالمعروف ان کا اوڑھنا بچھونا اور احیائے اسلام انکی منزل ہے۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی نے اپنی ساری زندگی مخلوق خدا کو خداوند تعالیٰ کی طرف بلا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م 561ھ) کے اس قول کے مصداق بن گئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی جلاالخواطر میں فرماتے ہیں کہ ” عارف کی سوچ اور اس کی سب سے بڑی عبادت مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہی ہوتی ہے۔“[7]

دوسری طرف سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ۔" سوائے صوفی کے اور کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا احیاء کرے۔" [8]

آپ نے ایک صوفی کیلئے شرعی علوم پر دسترس کو ضروری خیال کیا ہے اور کتاب اللہ سنت رسول کو صوفی کا اثاثہ قرار دیا ہے۔ آپ نے تمام اخلاق حسنہ جو سنت سے ثابت ہیں۔ وہ صوفی کیلئے لازم قرار دیتے ہیں۔ آپ کے ملتان میں خلیفہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے بھی یہ فلسفہ روحانیت آگے بڑھایا۔ خلاصۃ العارفین میں ضیاء الدین لکھتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ عبداللہ رومی نامی قوال آپ کی خدمت میں روحانی تربیت کی غرض سے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھے دورکعت نماز پڑھ کر دکھاؤ وہ جب کھڑا ہو تو اس کے پاؤں کا فاصلہ سنت کے مطابق نہ تھا تو آپ نے اس کی اصلاح فرمائی اور ساتھ میں حکم دیا کہ پہلے علوم شرعیہ پر خوب دسترس حاصل کرلو پھر روحانیت میں قدم رکھنا۔" [9]

اس سے حضرت کا فلسفہ روحانیت واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ پھر اسی فلسفے کو آپ نے اپنے قائم کردہ مدرسہ بہائیہ اور خانقاہ غوثیہ میں آگے بڑھایا اور امر بالمعروف کیلئے جماعتیں تیار کر کے برصغیر کے طول عرض میں بھیجیں اوراحیائے کے اسلام کیلئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ قرامطہ کے باطل عقائد کی لپیٹ میں ملتان ایک عرصہ تک رہا مگر دونوں ہی سلاسل کے بانیان نے اس کے قلع قمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے 602 سے 614 تک اس پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ پھر قرامطہ کا اثر برائے نام ہی رہ گیا مگر اس سے پہلے کہ دوبارہ ان کے عقائد عوام الناس میں جگہ بناتے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) نے 615ھ سے 625ھ کے درمیان ان کا ایسا خاتمہ کیا کہ پھر صدیوں تک ان کے نظریات ایسے دفن ہوئے کہ بس تاریخ کا حصہ ہی بن گئے۔

دونوں سلاسل میں مندرجہ بالا کئی اقدار مشترک ہونے کے باوجود بھی بہت سی باتیں دونوں سلاسل کو ایک دوسرے سے الگ کر کے امتیازی حیثیت کا روپ عطا کرتی ہیں ضروریات دینیہ سے آگے جیسے ہی معاملات دنیاوی کی بات ہوتی ہے تو دونوں ہی سلاسل کا انداز مختلف ہے۔ قادریہ سلسلے میں بنیاد ہی منائے ارادہ ہے جو کہ بے رغبتی دنیا سے شروع ہوتی ہے اور فقر کے درجے تک لے جاتی ہے جس میں تمام ہی مال ومتاع راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب اور فقیری اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور توکل کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو کر مقام حضوری تک پہنچا جاتا ہے جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) فرماتے ہیں۔

"دنیا وآخرت جمع نہیں ہو سکتے (اس لئے) فانی چیزوں کو ترک کرو تا کہ باقی رہنے والی تمہیں ملے۔" [10]

شیخ عبدالقادر جیلانی فتح الربانی میں فرماتے ہیں کہ:

"اے اللہ کے بندے مخلوق کی طرف بقا کی آنکھ سے نہ دیکھ بلکہ ان کی طرف فنا کی آنکھ سے دیکھ کہ سب فانی ہے۔ نفع اور نقصان کی آنکھ سے ان کی طرف نہ

دیکھ بلکہ عاجزی اور ذلت کی آنکھ سے دیکھ کہ اللہ کے مقابلے میں سب سے عاجز ہیں۔"[11]

شیخ عبدالقادر جیلانی دنیا کو چھوڑنے کا درس دیتے ہیں اور قادری درویشیوں کو دنیا سے بے رغبت ہونے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ

"کھانا پینا، سونا اور بات کرنا کم کرو، فاقہ کے بعد کھاؤ، غلبہ نیند کے بعد سوؤ اور ہر وقت روزے سے رہو۔ تیرے رفیق فقیر لوگ ہوں، تیرا گھر مسجد ہو، تیری جائیداد صرف علم دین ہو اور تیرا سنگھار تیرا زہد ہو اور خلوت نشینی اختیار کرو۔"[12]

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے 624ھ میں ملتان آتے ہی قادری سلسلے کو آگے بڑھانے کی ابتدا ہی اپنے عمل سے کی اور اپنی تمام جائیداد راہ خدا میں تقسیم کی، فنائے ارادہ کا اس قدر اہتمام کیا کہ پوری زندگی حاجات ضروریہ کے علاوہ دنیاوی چیزوں سے غرض ہٹالی کسب حلال کیلئے زراعت کا پیشہ اپنایا تو جتنی بھی آمدن ہوتی سب راہ خدا تقسیم کر دیتے اگر آپ کی بارگاہ میں کوئی نذرانہ پیش کیا جاتا تو راہ خدا میں تقسیم کرکے ہی فارغ ہوتے۔ آپ عملی طور پر توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال تھے۔ آپ نے دنیاوی مال ومتاع کی ہرگز غرض نہ رکھی۔ بشارت رسول خدا ﷺ کے تحت آپ نے اپنے دادا مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) کے عمل کے اور افکار کے مطابق شادیاں کیں کہ جس کی عملی مثال عام طور پر صوفیاء میں نہیں ملتی کہ جیسا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ

"کسی صالح شخص نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) سے عرض کی کہ آپ نے نکاح کس غرض سے کیے تو فرمایا کہ میں نے اس وقت تک نکاح نہیں کیے کہ جب تک مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمایا اور حکم نہیں دیا کہ نکاح کر۔"[13]

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) اپنی اس فکر کی وضاحت فرماتے ہیں فرمایا "کوئی صوفی صوفی ہی نہیں ہو سکتا کہ جب تک سرکار دوعالم ﷺ خواب میں تشریف لا کر ادب، امر ونہی نہ فرمادیں۔"[14]

اسی طرح شرف الدین قریشی کے ترتیب کردہ ملفوظات جامع الکرامات میں ہے کہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے بھی قادری سلسلے کی نمائندگی اس طرح کی کہ خلافت ملنے کے بعد تین نکاح کیے اور تینوں نکاح ان بشارتوں کا نتیجہ تھے کہ جو آپ نے زیارت رسول ﷺ کے دوران کمر درد کے بارے میں استفسار کرنے کے بعد حاصل کیں۔[15] اور آپ نے بھی یہ نکاح پچاس سال سے زائد عمر میں کیے گویا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) کے افکار کی عملی شکل اور بہترین مثال تھے۔ ان شادیوں سے آپ کو سسرال کی طرف سے بے شمار مال ومتاع دیا گیا۔ مگر آپ نے تمام کا تمام مال راہ خدا میں صرف کرکے فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی۔ آپ نے فرزند حضرت شیخ نواب صدرالدین قتال (م766ھ) کو ننھیال کی طرف سے قلعہ راج گڑھ کی جاگیر عطا ہوئی تو انہوں نے بھی فقیرانہ زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے نفس کے خلاف اس قدر جہاد کیا کہ قتال مشہور ہوئے یہی کیفیت آپ کے دوسرے فرزند جو بادشاہ کی بیٹی معظمہ بی بی سے تھے حضرت مخدوم حسن

(م699ھ) کو ننھیال کی طرف سے مال ومتاع ملا تو سب راہ خدا الٹا کر مخدوم حسن بلا افگن مشہور ہوئے آپ نے بھی جنگلوں میں مجاہدات کیے اور دیہی علاقوں میں مقیم ہندوؤں کو اسلام سے روشناس کیا۔ اسی طرح آپ کے پوتے حضرت سلطان ایوب قتال (م766ھ) بھی نفس کے خلاف جہاد کی وجہ سے قتال مشہور ہوئے۔ ان بزرگوں کے بعد بھی سلسلہ قادریہ کی فکر کے امین جو بھی قادری درویش بنے انہوں نے مال دنیا سے غرض نہ رکھی اور مجاہدہ نفس میں اعلیٰ درجہ اختیار کر کے فقیرانہ زندگی کو اختیار کیا۔

اس کے برعکس سلسلہ سہروردیہ میں یہ افکار مختلف ہیں۔ دنیاوی معاملات میں سہروردی صوفیاء محاسبہ نفس کا اہتمام تو کرتے ہیں مگر کسب حلال کو روحانیت کا اہم ترین جزو مانتے ہیں اور اگر سہروردی درویش کو دنیاوی مال ومتاع حاصل ہو یا فتوحات میں ملے تو اس کو قبول کر کے اس کو تجارت یا کسب حلال میں لگا کر مزید بڑھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ دنیاوی معاملات میں بھرپور شرکت کرتے ہیں اور سیاسی اثرورسوخ کا سہارا لینے کے بھی قائل ہیں۔ اس سلسلے کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں۔

> "اگر کسی کو بغیر طلب کے رزق مل جائے یا اس کو خدا کی طرف سے ملا ہوا ہو تو چاہیے کہ قبول کر لے اور جو رزق اس کے پاس ہے اس میں وسعت پیدا کرے (یعنی کسب حلال یا تجارت کے ذریعے) اگر یہ رزق پانے والا غنی ہو (یعنی اس کو اس کی ضرورت ہی نہ ہو) تب بھی واپس نہ کرے اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے۔" [16]

پھر فرماتے ہیں کہ

> "فقیر وہ ہے کہ جس کو نہ نعمتیں خوش کر سکیں اور تکالیف اس کو محتاج بنا سکیں۔" [17]

آپ کے خلیفہ خاص حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی (م666ھ) نے سلسلہ سہروردیہ کے افکار کی ترجمانی کی۔ آپ نے بطور صوفی بزرگوں مال دنیا سے بے اعتنائی برتنے کے باوجود مال ومتاع (جو کہ نسل در نسل آپ کی جائیداد میں آرہا ہے جس میں کثیر اراضی، نقد وجنس شامل تھیں) کو کسب حلال (تجارت) کے ذریعے فروغ دیا اور پھر اسے دین اسلام کی اشاعت اور صوفیاء کی تربیت پر خرچ کیا۔ فقراء کی مالی معاونت کی اور خانقاہ کے درویشیوں کے نام ونفقہ اوراسفار پر جانے والے درویشیوں کے اخراجات اس سے پورے کرنے کے علاوہ عوامی فلاح کے کاموں میں بھی مال بہت زیادہ خرچ کیا۔ اگر یہ فکر قادری فکر کے بالکل برعکس تھی مگر اس فکر نے اسلام کے فروغ اور سلسلہ سہروردیہ اور روحانی افکار کی تشہیر میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اخلاق احمد قادری تاریخ وتمدن ملتان میں لکھتے ہیں:

> "ایک مرتبہ ملتان پر 1246ء میں منگولوں نے حملہ کر دیا اور ملتان کے حاکم ملک سیار ان کے آگے بے بس ہو گیا تو حضرت بہاءالدین زکریا (م666ھ) نے ایک لاکھ دینار تاوان ادا کر کے ملتان کو بچا لیا۔ اسی طرح 1250ء میں جب شیر خان

حاکم ملتان تو ملتان میں سخت قحط پڑ گیا۔ جب کہیں غلہ میسر نہ آیا تو سب نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ آپ کے گوداموں میں ہزاروں من غلہ موجود رہتا۔ آپ نے حاکم ملتان کو امدادی طور پر غلہ بھیجا تو اس میں چاندی کے سکوں سے بھرے کوزے بھی نکلے حکم ملتان نے اس کی اطلاع آپ کو دی تو فرمایا کہ ہمیں پہلے معلوم تھا۔"[18]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کس قدر کثیر مال و متاع تھا۔ عبدالرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرار میں تحریر کرتے ہیں:

"کروڑوں کے حساب سے سرمایہ آپ کے دولت خانہ پر موجود ہوتا اور دولت کو درویشیوں، فقراء اور مسافروں پر خرچ کرتے آپ کے مدرسہ خانقاہ کے لنگر خانے میں ایسے عمدہ کھانے پکائے جاتے کہ شاہی درباروں میں بھی نہ پکتے۔" [19]

گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیاوی معاملات میں شرکت، مال و متاع کے فروغ کیلئے تجارت، عوامی فلاحی کاموں میں شرکت اور سیاسی اثر و رسوخ جیسے عوامل ملتان میں سلسلہ سہروردیہ کو سلسلہ قادریہ سے بالکل ممتاز کرتے ہیں اور یہاں سے دونوں سلاسل اپنی انفرادیت کے ساتھ عوام الناس میں مقبول ہوتے نظر آتے ہیں۔ ایک اور اہم پہلو جو کہ دونوں سلاسل کو ملتان کی صوفی روایت علمی و روحانی اعتبار سے ممتاز کرتا ہے وہ ہے راہ سلوک کی منازل اور طریقت کی عملی شکلیں۔ سہروردی سلسلے میں سلوک کے منازل تزکیہ نفس سے شروع ہوتے ہیں اور عبادت و ریاضت کے ذریعے سے تقویٰ کا معیار حاصل کیا جاتا ہے پھر مجاہدات کی طرف جاتے ہیں مگر سہروردیہ میں مجاہدات کا روپ بھی شرعی تقاضو کا آئینہ دار ہے کہ جس میں تلاوت کلام اور روزوں کی کثرت سے اور نمازوں کی پابندی سے یہ منزل پائی جاتی ہے۔ البتہ قرب خداوندی کی طلب اور مقام فنا فی اللہ سہروردیہ میں بھی منزل درویش قرار دی جاتی ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی (م623ھ) فرماتے ہیں کہ

"شیخ مرید کو تزکیہ نفس کے راستے پر چلا کر مزکی یعنی پاک کرتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار سے محبت کرنے لگتا ہے۔" [20]

سہروردی مجاہدات اور جنگلوں کی طرف جانے کی بجائے اسفار اور تبلیغ قرآن و سنت اور ترویج روحانیت پر زور دیتے ہیں اور سفر کو صوفی کیلئے لازم خیال کرتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی (م632ھ) فرماتے ہیں۔

"سفر کے مقاصد میں ایک عظیم مقصد یہ بھی ہے کہ نفس کے تمام راز اس پر منکشف ہو جائی اور جب نفس کی برائیاں اور اس کا مرض ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس کے علاج کیلئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔" [21]

یہ سفر مجاہدہ کا روپ دھار کر نہ صرف تزکیہ نفس میں مددگار ثابت ہوتا ہے بلکہ دین و روحانیت کی ترویج و اشاعت میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) نے اسی فکر کو ہی عام کیا اور اسفار کیلئے مسلسل جماعتیں تشکیل دیں اور پورا سال سہروردی درویش اسفار میں رہتے۔ اور جو سہروردی درویش خانقاہ میں موجود ہوتے وہ بھی ہمہ وقت تلاوت قرآن کرتے نظر آتے اور روزوں کے ذریعے تزکیہ کرتے نظر آتے یہاں تک کہ لنگر کیلئے انتظام و اکرام کے

ذمہ داران جب آٹا پیس رہے ہوتے تو چکی چلاتے ہوئے بھی تلاوت قرآن کرتے نظر آتے اور یہی منفرد صوفی روایت تھی جس نے سہر وردیہ کو اقوام عالم میں مقبول سے مقبول تر کر دیا۔ اس کے برعکس قادری درویشیوں کے ہاں راہ سلوک کی منازل اور فکر مختلف ہے شیخ عبد القادر جیلانی (م 561ھ) ابتداء ہی سے فنائے ارادہ کے قائل ہیں اور سب مال ومتاع راہ خدا لٹا کر درویشی کی طرف آنے کے قائل ہیں اور مال کو سلوک کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

"جب اللہ تعالیٰ تجھے مال وجائیداد عطا فرماتے تو اگر اس مال دولت کی وجہ سے تو اس کی عبادت سے منہ پھیر لے تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے دنیا وآخرت میں اللہ کے درمیان حجاب قائم کر دے گا۔" 22

پھر فرماتے ہیں: "کسب حلال حضور علیہ الصلوۃ واللام کی سنت ہے اور توکل آپ کی حالت ہے تم کوشش کرو کہ توکل تک پہنچو۔" 23

آپ روحانیت کی ابتداء فقر سے کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

"فقر اور فاقہ دو سواریاں ہیں جس پر سوار ہو کر انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔" 24

آپ فقر سے مراد فنافی اللہ بھی لیتے ہیں اور اسی ذریعہ سے قرب الٰہیٰ ملنا لازم خیال کرتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں:

"جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر اور فاقہ کی آگ میں جل رہا ہو تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔" 25

شیخ عبد القادر جیلانی فقر کے بعد خلوت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور خلوت کے ہی ذریعے قرب الٰہیٰ اور معرفت الٰہیٰ کے حصول کو ممکن جانتے ہیں فرماتے ہیں۔

"اے بندے دنیا سے خالی ہو کر خالق کے ساتھ تنہائی اختیار کر اور خلوت نشین ہو جا اور اللہ کے علاوہ ہر چیز سے علیحدہ ہو جا۔" 26

آپ کے ہمدان میں خلیفہ سید علی ہمدانی (م 623ھ) نے توفیض رسانی کے ان افکار کو عملی شکل دی اور فیض رسانی کا طریقہ جامع الکرامات میں تحریر ہے۔ شرف الدین قریشی جامع الکرامات میں تحریر کرتے ہیں۔

"سال بھر حجرہ میں خلوت نشین ہوتے اور سال کے بعد دوسرے حجرے میں تشریف لے جاتے اس ددران اگر فیض کے طالب موجود ہوتے تو صرف نگاہ فرماتے اور پھر دوسرے حجرے میں تشریف لے جاتے۔" 27

سید علی ہمدانی کے خلیفہ اور ملتان میں سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت مخدوم عبد الرشید حقانی (م669ھ) کے معمولات کے بارے میں ملتا ہے کہ

"حضرت مخدوم ابتداء ہی سے حیرت وتجلیات الٰہی سے غرق اور فنافی اللہ تھے۔ انہیں اس مادی دنیا کے احوال کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی سوائے اس وقت کہ جب

ہم مشرب درویش خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے روحانیت پر گفتگو فرماتے
ورنہ سالہاسال کھانے پینے اور لباس کی حاجت نہ ہوتی۔" [28]

شرف الدین قریشی حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی کے مجاہدات کا ذکر کرتے لکھتے ہیں:

"آپ نے مجاہدات میں تیس سال تک حالت زدہ میں اس طرح گزار دیے کہ
اس دوران ساتویں دن افطار کرتے ایک گھونٹ پانی پی کر اوران تیس سالوں میں
ایک پیالہ پانی اور ایک اثار جو کا آٹا کھایا۔" [29]

عالم استغراق کا یہ عالم ہو تا کہ کئی کئی ماہ تک عالم استغراق میں قربت الہیٰ کی کیفیت میں رہتے اور اسی انداز روحانیت سے آپ نے قادری درویشیوں کی تربیت کی۔ اور سلسلہ قادریہ کو ملتان میں سہروردیہ سے بالکل مختلف شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ دونوں میں سماع مخصوص انداز میں جائز ہے اور دونوں ہی اس کی عملی شکل کی بجائے اور ساز کی بجائے اس کی کیفیت میں گم ہونے کے قائل ہیں مگر یہاں بھی قادری سلسلے میں سماع کے ذریعے کیفیات کا روپ دھار کر عالم دنیا سے پرواز کرنے کو سماع کہتے ہیں جبکہ سہروردی سماع میں شرعی قیود کے ساتھ خود کو کنٹرول میں رکھ کر بیٹھنے کے قائل ہیں۔ خصائص القادریہ میں ہے کہ:

"بعض ریاضت سے، بعض تقویٰ سے منزل پاتے ہیں مگر قادری اول تا آخر محض
معرفت پروردگار سے سب حاصل کرتے ہیں۔" [30]

اس کے علاوہ بھی سلسلہ قادری اور سہروردی میں کئی امور مماثلت نہیں رکھتے خاص طور پر قادری سلسلے میں رواداری کا عنصر بہت غالب ہے اور قواعد میں انتہا پسندی نہیں قادری بزرگ تصوف کو عام فہم بنا کر عام لوگوں تک لے جانے کے قائل ہیں ان کے بیعت کے عمل اور خانقاہی نظام میں بھی بڑی وسعت پائی جاتی ہے۔ شیخ محمد اکرام آب کوثر میں لکھتے ہیں:

"جبکہ سہروردی عموماً سماع سے بے اعتنائی برتتے ہیں اورامور شرعی کو مقدم جان
کر (روحانی معاملات) میں بہت زیادہ محتاط رہتے ہیں، غیر معمولی رواداری کے
قائل نہیں البتہ تبلیغ کا جذبہ ان میں زیادہ اور سیر وسیاحت کا شوق بڑھ کر ہے۔"
[31]

گویا ملتان میں جن دو سلاسل تصوف نے تیرھویں صدی عیسوی میں عملی طور پر تصوف اورروحانی علوم کی ترویج کا بیڑا اٹھایا دونوں میں مماثلت کے پہلو کم اورانفرادیت کے پہلو زیادہ تھے اوروقت کی ضرورتوں کے پیش نظر اہل ملتان اور ملتان کے دیہی علاقوں کو ان سلاسل کے روحانی افکار سے عملی طور پر سیراب ہونے کا موقع ملااور دونوں سلاسل کے انفرادی پہلوؤں کے باوجود دونوں سلاسل کے اکابرین کے آپس میں جڑے رشتے اور صدیوں تک اس میں دکھتی مضبوطی دراصل صوفیاء کے پیغام محبت کا عملی ثبوت ہے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) نے سلسلہ سہروردیہ اور حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی(م669ھ) نے سلسلہ قادریہ کو ملتان میں عروج کی منزل تک پہنچادیا۔

ملتان میں قادری اور سہر وردی خانقاہی نظام کا تقابل اوراس کے روحانی اثرات

تیر ھویں صدی عیسوی میں ہی ملتان میں خانقاہی نظام کی بنیاد پڑی۔ تصوف میں خانقاہی نظام کو اس لیے بھی بہت اہمیت حاصل ہے کہ اس نظام کے بعد ہی تصوف نے ایک منظم شکل اختیار کی اور صوفیائے کرام نے ایک مربوط نظام کے تحت روحانی تربیت کا آغاز کیا۔ خانقاہی نظام کو سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ دونوں میں ہی اہمیت حاصل ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (م 561ھ) نے بغداد میں جہاں اپنی خدمات درس وتدریس کیلئے وقف کررکھی تھیں اور مدرسہ کو بہترین انداز سے چلایا وہی راہ سلوک کے متلاشیوں کو مدرسہ سے ملحق خانقاہ سے منسلک کر کے ان کی روحانی تربیت کا بھی مربوط نظام قائم کیا۔ڈاکٹر محمد حسین آزاد تحریر کرتے ہیں کہ:

> "آپ نے بیعت اور خانقاہی نظام میں وسعت اور تازگی پیدا کی اورآپ کی زندگی میں ہی لاکھوں نفوس اس سلسلے میں داخل ہو گئے تھے۔" 32

آپ خانقاہ کے درویشیوں کی خود روحانی منازل طے کرنے میں راہنمائی دیتے۔ آپ کے بعد بھی آپ کے خلفاء نے خانقاہی نظام کو وسعت دی اور جہاں جہاں قادری بزرگ گئے انہوں نے خانقاہ کا نظام رائج کیا پھر ان قادری صوفیاء میں ان خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر جلال الدین نوری لکھتے ہیں:

> "قادری مشائخ نے جہاں بھی خانقاہی سلسلہ قائم کیا وہاں کی عام ذہنی فضا اور جغرافیائی حالات بسنے والوں کے رسوم ورواج،عادات وخصائل اور فکری پس منظر کو پوری طرح نظر میں رکھا۔"33

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے بھی قادریہ سلسلہ کی ترویج کیلئے یہاں ملتان میں خانقاہ مخدومیہ کی بنیاد رکھی اوراس خانقاہ میں ان لوگوں کوراہ سلوک کا مسافر بنا کھڑا کیا کہ جوراہ ہدایت سے کوسوں دور تھے۔ آپ نے ملتان کے نواح میں قائم دیہی آبادیوں میں موجود غیر مسلموں کو نہ صرف اسلام کی دولت سے مالامال کیا بلکہ انہیں خانقاہ مخدومیہ سے وابستہ کر کے راہ سلوک کا متلاشی بنا دیا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (م632ھ) نے بھی خانقاہی نظام کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے اور خانقاہی نظام میں موجود خرافات کی اصلاح بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

> "اگر خانقاہ والے صحیح طور پر اپنے مقاصد پر عمل پیرا ہوں۔ حسن معاملات اور رعایت اوقات کو ملحوظ رکھیں اوران چیزوں سے گریز کریں جو اعمال کو ضائع کرنے والی ہیں اوراعمال کو درست کرنے والی باتوں پر سختی سے قائم رہیں تو (یہ خانقاہی نظام) ملک وملت کیلئے خیر وبرکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔" 34

آپ نے خانقاہ کے نظام میں باہمی محبت والفت کو اساس قرار دیا۔ اخوت کی بنیاد پر خانقاہ میں درویش اکھٹے ہوتے ہیں ان میں جذبہ ایثاو محبت موجزن ہوتا ہے۔ ان کے دل ایک دوسرے کیلئے صاف ہوتے ہیں۔ اوروہ ایک دوسرے کی صحبت میں بیٹھنے سے اس صحبت کا مثبت اثر لیتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی (م632ھ) اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> ''پس یہی حال اہل خانقاہ کا ہے کہ جب یہ لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ان کے دل اور باطن بھی مجتمع ہو جاتے ہیں اور ان کے نفوس ایک دوسرے کے مقید ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کے مال کے نگران ہوتے ہیں۔'' [35]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا (م666ھ) نے اسی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے ملتان میں خانقاہ غوثیہ کی بنیاد رکھی کہ جس میں باہمی محبت والفت، ایثار و قربانی کا درس بھی موجود تھا جس میں مجاہدہ نفس، تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ شرعی احکامات پر بھی پابندی کا انتظام تھا۔ جس میں مال دنیا کا حرص تو نہ تھا مگر کسب حلال کی ترغیب موجود تھی۔ خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید میں ہے کہ:

> ''حضرت بابا فرید گنج شکر فرماتے ہیں کہ میرا اکثر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م 666ھ) کی خانقاہ پر جانا ہوتا۔ آپ کی آمدنی خالص رزق حلال ہوتی بلکہ میں نے تو یہ دیکھا کہ جب آپ کے خدام (راہ سلوک کے مسافر درویش) آٹا پیسنے کیلئے چکیاں چلاتے تو اس دوران بھی ذوق اور شوق سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تاکہ رزق حلال میں خالص قبولیت اور برکت ہو۔'' [36]

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملتان میں تیرھویں صدی عیسوی میں خانقاہ سہروردیہ، اور خانقاہ قادریہ کو مروج کر کے راہ طریقت پر چلنے والوں کیلئے مربوط نظام تربیت کو مہیا کر دیا گیا مگر ان دونوں خانقاہوں میں ایک ہی طرز پر روحانی تربیت کی جاتی تھی یا ان خانقاہوں کے نظام تربیت اور اصول و قواعد میں فرق تھا۔ اور کیا ان خانقاہوں پر بانیان سلاسل کے افکار کا اثر بھی موجود تھا یا یہ خانقاہی نظام کی نئی شکل تھیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں ہی خانقاہیں اپنے اکابر اور بانیان سلاسل کے افکار میں رنگی نظر آتی ہیں اور ان خانقاہوں کا جغرافیہ، انتظام واکرام، نصاب طریقت، انداز تربیت، منازل سلوک حتی کہ روحانی مقام کی آخری منزل کے تعین میں بھی واضح فرق موجود ہے۔ اور اس کی بنیادی وجہ سلاسل کی انفرادیت اور شیوخ کے انداز فیض یابی ہے جس کی وجہ سے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) نے شیخ شہاب الدین سہروردی (م 632ھ) کے افکار کی روشنی میں انداز تربیت اپنا کر اپنی انفرادیت قائم کی اور مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے شیخ عبدالقادر جیلانی (م 561ھ) کے افکار اور انداز تربیت کو اپنا کر اپنی انفرادیت کو قائم رکھا۔

سہروردی خانقاہی نظام میں راہ سلوک کا متلاشی شرعی امور کا پابند ہو کر محاسبہ نفس اختیار کرتا ہے اور زہد و تقویٰ کے ذریعے فقر کی منزل پاتا ہے وتوکل سے کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ کا سہارا لیکر محبت الہیٰ کی منزل حاصل کرتا ہے اور پھر اس پر قائم رہنے کے لیے کثرت عبادت (تلاوت قرآن اور روزے کی کثرت) کا سہارا لیتا ہے۔ اس دوران اختیار کرتا ہے اور شریعت کی بالادستی کا تاج سر پر رکھ کر طریقت کے بارے میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) فرماتے ہیں۔

> ''عاشقان الہی کے اندر سے نکلنے والی آہ (یعنی محبوب سے دوری میں اس قدر شدت ہوتی ہے کہ) دنیا کی ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے کوئی آگ محبت کی آگ سے زیادہ جلانے والی نہیں۔ عاشقوں کے سینے درد سے پر ہوتے ہیں عاشق قیامت کے دن اپنے محبوب خدا رب العزت کے دیدار کے لیے ترستے ہوں گے

انہیں جنت کی طرف جانے کا حکم ہو گا مگر وہ محبوب حقیقی کے دیدار کے متلاشی
ہوں گے۔ وہ دیدار کی حسرت دل میں لیے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ کریں گے۔"
37

گویا سہر وردی خانقاہی نظام میں محبت الٰہی کی شدت ہی راہ سلوک کی آخری منزل ہے اور اسی کیفیت میں سالک ساری زندگی رہتا ہے اور یہی نظام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا(م666ھ) کی خانقاہ غوثیہ میں رائج تھا۔ جبکہ قادریہ خانقاہی نظام میں جب راہ سلوک کا متلاشی جب قدم رکھتا ہے تو ابتداء ہی سے دنیاوی مال ومتاع سے دوری اختیار کر کے خواہشات کی نفی کرتے ہوئے فنائے ارادہ کے مقام کو حاصل کرتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے اعلیٰ درجے کو حاصل کر کے توکل کے مقام تک اس طرح پہنچتا ہے کہ فقر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے۔ قادری خانقاہی نظام میں فقر اور فاقہ ہی قادری درویش کا اصل سرمایہ ہیں۔ ایک طرف فاقہ اس کو مجاہدات میں کمال حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف فقر اسے مقام حضوری تک لے جانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ قادری درویش خانقاہ قادریہ کے زیر سایہ ہمیشہ شریعت وطریقت میں ربط کمال رکھتے ہیں اور طریقت کی اوج کمال کیفیات مقام حضوری ومقام استغراق سے لوٹتے ہیں تو شریعت کے امور کے امین نظر آتے ہیں۔

قادریہ خانقاہی نظام میں مجاہدات بھی اس قسم کے اپنائے جاتے ہیں کہ جن پر طریقت کا رنگ غالب ہوتا ہے اور فنا ئے ارادہ اور تزکیہ نفس ہی ان مجاہدات کی منزل ہوتی ہے۔ خانقاہ مخدومیہ میں بھی قادری رنگ صاف نظر آتا ہے۔ جس میں فنائے ارادہ سے ابتداء ہو کر فقر وفاقہ پر انحصار ہے جس میں محبت الٰہی قرب خداوندی کے راستے سے لے کر جا کر مقام حضوری ومقام استغراق پر لا کھڑا کرتی ہے۔ جس میں سالک فنا فی سبیل اللہ ہو کر مقام بقا کی منزل پا جاتا ہے جس میں سالک کو سب سے بڑا انعام قرب الٰہی کی صورت میں ملتا ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (م561ھ) خانقاہ کے شیخ کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔
مشائخ کی بھی دو قسم ہیں۔

1۔ شیخ شریعت جو تجھے مخلوق کے دروازے تک لے جائے گا۔
2۔ شیخ طریقت کہ جو تجھے قرب الٰہی کے دروازے تک لے جائے گا۔[38]

آپ نے خانقاہ کے درویش کیلئے ارکان اسلام کی بھی الگ تعبیر کی شریعت کے مطابق تو ارکان ادا ہوتے ہیں مگر طریقت کے تقاضے اور ہیں۔ سر الاسرار میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"طریقت کی نماز پوری زندگی پر محیط ہے جس میں مسجد انسان کا دل ہے اور امام عشق ہے۔ یہ دل ہی دل میں ادا ہوتی ہے پھر فرمایا کہ طریقت کا روزہ بھی دائمی ہے جس میں ظاہر اور باطن دونوں سے مناہی اور ذمائم کو روکنا ہے اور طریقت کا حج مرشد کی تلاش اور اس سے فیض حاصل کرنا اور طریقت کی زکوۃ مال کے علاوہ دوسروں کو اپنی نیکیاں دینا ہے۔"[39]

آپ خانقاہ کے درویش کیلئے قادری خانقاہ میں قدم رکھنے سے منزل پانے تک ایک ایک کیفیت بیان کرتے ہیں آپ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔

"جب تو (خانقاہ میں داخل ہو گا تو) مخلوق کے حالات سے علیحدہ ہو جائے کہ گویا تو ان کیلئے مر گیا۔ پھر تجھے اللہ کی طرف سے القاء کیا جائے گا کہ اس نے تجھے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا۔ جب تو خواہشات نفسانی سے اپنا تعلق ختم کر لے تو تجھے پردہ غیب سے آواز آئے گی کہ خدا نے تجھے تیرے ارادے اور آرزو سے آزد کر دیا اور جب تو اپنے ارادے سے رشتہ توڑے گا تو خالق کی طرف سے یہ پیغام سنایا جائے گا کہ اس نے تجھے اپنی رحمت سے مشرف کر کے حیات جاوداں بخش دی۔ پھر اس کے بعد موت نہیں (کہ تو باطنی اعتبار سے زندہ رہے گا) پھر تجھے ایسا غنی کر دیا جائے گا کہ جس کے بعد محتاجی نہ ہو گی۔ تجھے ولایت میں کمال حاصل ہو گا ابدال تجھ سے فیض حاصل کریں گے۔ مخلوقات کی آفات وبلیات تیری دعا سے دور ہوں گی۔ لوگ تجھ سے فیض حاصل کرنے آئیں گے اور اللہ کے حکم سے تیرے آگے عطیے اور نذرانے پیش کریں گے۔"[40]

مخدوم عبدالرشید حقانی (م669ھ) نے خانقاہی مخدومیہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی (م561ھ) کے افکار کی روشنی میں ہی قادری درویشیوں کی تربیت کی بنیاد رکھی۔ آپ فنائے ارادہ میں دنیا میں موجود ہر دلچسپی کی چیز سے دل ہٹا لینے کے قائل تھے اور مال ومتاع، عزت وشہرت، نام ومرتبہ کے مقابلے میں خود کو مٹا دینے اور زندگی میں ہی مر جانے کے قائل تھے۔ آپ کے ہاں روحانی علوم اور روحانی منازل شیخ کی نظر کیمیا کے ذریعے حاصل کی جاتی تھیں اور خانقاہ میں کوئی مربوط اور منظم نصاب پر عمل درآمد کی بجائے اک نظر عنایت سے ہی مقام روحانیت عطا کیا جاتا تھا جس کی زندہ مثال آپ سے براہ راست فیض یاب حضرت مخدوم حسن (م699ھ) اور حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال (م766ھ) ہیں کہ جن کو آپ کی نگاہ فیض سے کم عمری میں ہی اس قدر روحانی فیض ملا کہ جس کی مثال نہیں ملتی ملتان میں ان دونوں خانقاہوں نے اپنے اپنے مکتب فکر اور سلاسل طریقت کی خوب خوب ترجمانی کرتے ہوئے نہ صرف اپنی اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا بلکہ ملتان میں خانقاہی نظام کو اس طرح متعارف کرایا کہ صدیوں تک یہ نظام رائج رہا اور اس کے اثرات آٹھ صدیوں تک محسوس کیے جاتے رہے۔

خلاصۂ تحقیق / نتائج

زیرِ نظر تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ملتان کی روحانی تہذیب کی تشکیل اور فروغ میں سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ قادریہ نے بنیادی طور پر مختلف کردار میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ غوثیہ اور مخدوم عبدالرشید حقانی کی خانقاہ مخدوم نے دینی تعلیم، روحانی تربیت، معاشی توازن اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں خانقاہی نظام اپنے روحانی مناہج میں بعض امتیازات رکھنے کے باوجود اصلاحِ معاشرہ، معاشی توازن اور معاشرتی اقدار کی مضبوطی جیسے مشترکہ مقاصد پر متفق تھے۔ یہ خانقاہیں محض عبادت گاہیں نہیں بلکہ علمی، فکری اور تہذیبی مراکز کی حیثیت رکھتی تھیں جنہوں نے ملتان کی مذہبی و ثقافتی شناخت کو مستحکم کیا۔ موجودہ دور میں بھی صوفیا کے قائم کردہ ان خانقاہوں کو انہیں بزرگوں کے افکار سے مزین کرنے اور روحانی تربیت کے نظام کو جدید دور سے ہم آہنگ کر کے فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے جسے ان خانقاہوں کے سجادہ نشین اور گدی نشین بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں۔

حوالاجات

[1]۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ملفوظات جلال الدین بخاری، (مترجم: ڈاکٹر بشیر ابوہری)، بیکن بکس، لاہور، 2001ء، ص43

[2]۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، قصر الادب، شجاع آباد، ملتان، 1954ء، ص89

[3]۔ (i) داراشکوہ، سفینۃ الاولیاء، (مترجم: محمد علی لطفی)، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1959ء، ص152

(ii) فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ چہارم، (ترجمہ: عبد الحئ) المیزان ناشران الکریم مارکیٹ، لاہور، 2008ء، ص789

[4]۔ قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات، (مترجم: فرزند علی شاہ)، منبع البرکات، مطبع صادق الانوار، بہاولپور، 1915ء، ص58

[5] ہاشمی طالب، تذکرہ غوث اعظم، شعاع ادب چوک انار کلی لاہور، س ن، ص13

[6] جیلانی سید عبد القادر، جلاالخواطر مترجم ڈاکٹر مولوی عبد الکریم، ص275

[7] ایضاً، ص246

[8] سہروردی شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، مترجم شمس بریلوی، ص194

[9] ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، مترجم ڈاکٹر بشیر ابوہری، ص78

[10] مجددی محمد سلطان نظامی، ملفوظات غوث اعظم، شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور، س ن، ص09

[11] جیلانی سید عبد القادر، فتح الربانی، ترجمہ فیوض غوث یزدانی مترجم عبد الاحد قادری، ص440

[12] جیلانی سید عبد القادر، جلاالخواطر، مترجم ڈاکٹر مولوی عبد الکریم، ص278

[13] سہروردی شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، مترجم شمس بریلوی، ص330

[14] جیلانی سید عبد القادر، فتح الربانی، ترجمہ فیوض غوث یزدانی مترجم عبد الاحد قادری، ص632

[15] شرف الدین قریشی، جامع الکرامات، مترجم رانا محمد سرور، ص116 + 121

[16] سہروردی شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف مترجم شمس بریلوی، ص315

[17] ایضاً، ص702

[18] قادری اخلاق احمد، تاریخ وتمدن ملتان، ص116

[19] چشتی عبد الرحمن، مراۃ الاسرار فارسی (1065ھ) مترجم کپتان واحد بخش سیال، ص139

[20] سہروردی شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، مترجم شمس بریلوی، ص232

[21] ایضاً، ص275

[22] جیلانی عبد القادر، فتوح الغیب، مترجم عبد الاحد قادری، ص40

[23] جیلانی سید عبد القادر، فتح الربانی ترجمہ، فیوض غوث یزدانی مترجم عبد الاحد قادری، ص639

[24] جیلانی سید عبد القادر، رسالہ غوث اعظم، شرح جواہر العشاق شارع سید بندہ نواز گیسو دراز مترجم مولوی احمد حسین خان، ص101

[25] ایضاً، ص71

[26] جیلانی سید عبد القادر، فتح الربانی، ترجمہ فیوض غوث یزدانی مترجم عبد الاحد قادری، ص28

[27] شرف الدین قریشی، جامع الکرامات، مترجم رانا محمد سرور، ص112

[28] شرف الدین قریشی، جامع الکرامات، رانا محمد سرور، ص87

[29] ایضاً، ص120

[30] نوشاہی سید شریف احمد شرافت، خصائص القادریہ، ادارہ معارف نوشاہیہ مرید کے شیخوپورہ 1996ء، ص93

[31] اکرام الحق شیخ، آب کوثر، ص254

[32] آزاد ڈاکٹر محمد حسین، شجرہ نسب رزاقیہ قادریہ، مکتبہ قادریہ رزاقیہ سدرہ شریف ڈیرہ اسمٰعیل خان 1999ء، ص08

[33] نوری ڈاکٹر جلال الدین احمد، سیدنا عبد القادر گیلانی بغدادی کے علمی اور فکری اثرات، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی 2007ء، ص18

[34]سہروردی شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، مترجم شمس بریلوی، ص258
[35]ایضاً، ص266
[36]ضیاء الدین بن حافظ عبداللہ، خلاصۃ العارفین مترجم ڈاکٹر بشیر ابوہری بیکن بکس اردو بازار لاہور 2001ء، ص67
[37]ضیاء الدین بن حافظ عبداللہ، خلاصۃ العارفین، مترجم ڈاکٹر بشیر ابوہری، ص61
[38]جیلانی سید عبدالقادر، فتح الربانی، ترجمہ فیوض غوث یزدانی مترجم عبدالاحد قادری، ص666
[39]جیلانی سید عبدالقادر، سر الاسرار، مترجم ظفر اقبال کلیار زاویہ لاہور، س ن، ص160 تا172
[40]جیلانی عبدالقادر، فتوح الغیب، مترجم عبدالاحد قادری، ص20+21